ہندوستان کا رخ کیا کرتے تھے۔ یہ لوگ خواہ نقشبندی طریقے سے عملاً منسلک نہ بھی ہوتے لیکن عام طور سے جن عقائد، خیالات اور رجحانات کے وہ حامل ہوتے تھے وہ زیادہ تر وہی تھے جن کی نمائندگی اُس دور میں حضرت مجدد الف ثانی اور ان سے منتسب اہلِ معرفت کرتے تھے[۳]۔ غرض ہندوستان میں پہلے سے اس خیال کے جو حکمران مسلمان طبقے تھے وہ اور افغانستان اور افغانستان سے اُدھر ماوراء النہر سے آنے والے یہ نو وارد طبقے تھے، جن کی وجہ سے اسلامی برصغیر میں وہ ذہنی فضا اور جذباتی ماحول وجود میں آیا، جس میں اُس وقت بھی حضرت مجدد الف ثانی کی تجدیدی دعوت زیادہ مقبول تھی اور آج بھی ہے، اور جہاں وحدت الوجود کے مقابلے میں وحدت الشہود کا تصور زیادہ دل کش اور ولولہ خیز ہے۔ کیونکہ عملاً یہ منتج ہوتا ہے اسلام کی سیاسی حاکمیت اور مسلمانوں کی بحیثیت مسلمان کے جماعتی برتری و سیادت پر، اور ظاہر ہے یہ چیز ہر مسلمان کو بہت اپیل کرتی ہے۔ البتہ یہ دوسری بات ہے کہ اس نقطہ نظر والوں کے نزدیک حقیقی اسلام صرف ان کے فرقے تک محدود ہو اور سچے مسلمان وہ صرف اپنے گروہ والوں کو ہی سمجھیں۔ بہرحال یہ اسلام کی شان جلالی ہے اور اگرچہ علامہ اقبال نے بہت عرصہ پہلے یہ فرمایا تھا کہ

ہو چکا گو قوم کی شان جلالی کا ظہور ہے مگر باقی ابھی شان جمالی کا ظہور

(بقیہ حاشیہ) اور انہیں ہر قسم کے فرائض سپرد ہوتے تھے۔ خسرو کے بجائے جہانگیر کو بادشاہ بنانے میں بھی ان کے بڑا ہاتھ تھا۔ عہد جہانگیری میں شیخ کا مرتبہ بہت بڑھ گیا اور وہ اپنے ساتھیوں بلکہ تمام اعیان سلطنت سے بازی لے گئے"۔ (رودِ کوثر)

۳ے شاہ ولی اللہ صاحب تصوف کے مختلف طریقوں کی نسبتیں بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں "طریقہ نقشبندیہ بمنزلہ جوئے است کہ پیوستہ ظاہری رود و متوسل این طریقہ مظہر اسم قوی و مقتدا است درمیان عالم ناسوت" (ہمعات)

ترجمہ ۔ طریقہ نقشبندیہ کی مثال ایک ندی کی ہے (جو ظاہرا طور پر برابر ہی جاری ہے۔ اس طریقے سے تعلق رکھنے والا اس مادی عالم میں اسم قوی اور مقتدا کا مظہر ہوتا ہے۔

لیکن مسلمان ذہن کے لئے زیادہ جاذب اب بھی اسلام کی یہی شان جلالی ہی ہے۔

ابن عربی وحدت الوجود کے قائل تھے۔ اس کی وجہ سے دوسرے مذہبوں کی نسبت ان کا جو طرز عمل تھا اس کا اندازہ ان اشعار سے کیجئے۔

آج کے دن سے پہلے میرا یہ حال تھا کہ جس ساتھی کا دین مجھ سے نہ ملتا، میں اس کا انکار کرتا اور اسے اجنبی سمجھتا۔

لیکن اب میرا دل ہر صورت کو قبول کرتا ہے۔ وہ ایک چراگاہ بن گیا ہے غزالوں کی، دیر راہبوں کا، اور آتش کدہ آتش پرستوں کا اور کعبہ حاجیوں کے لئے" اور وہ الواح ہے تورات کی اور صحیفہ ہے قرآن کا، میں اب مذہب عشق کا پرستار ہوں۔ عشق کا قافلہ جدھر بھی چاہے مجھے لے جائے۔ میرا دین بھی عشق ہے، میرا ایمان بھی عشق ہے۔ (ترجمہ)

حضرت مجدد وحدت الشہود کے حامل تھے۔ دوسرے مذاہب کی نسبت ان کا جو خیال تھا اس کا اندازہ اس مکتوب سے ہوسکتا ہے، جو انہوں نے ایک ہندو ہردے رام کو لکھا اور جس میں رام اور رحمان کو ایک سمجھنے کی بڑی خفگی سے تردید کی تھی۔

غرض کہ صوفیائے کرام کی مقدس جماعت نے ہند پاکستان میں اشاعت اسلام کی پوری پوری کوشش اور ان کی مساعی جمیلہ کا یہ نتیجہ ہے کہ ہند پاکستان میں اکثریت ان لوگوں کی ہے جو اس ملک کے رہنے والے تھے اور پھر مشرف بہ اسلام ہوئے۔

کاش مسلم سلاطین، علماء امراء، پہ سالار نیز دوسرے با اثر طبقے کے لوگ اشاعت اسلام میں پورا حصہ لیتے تو برصغیر کا سیاسی نقشہ ہی اور ہوتا اور یہ بھی حقیقت ہے کہ ہند پاکستان کی جن قوموں، قبیلوں اور برادریوں نے اسلام قبول کیا تھا، ان کی تعلیم و تربیت اور فلاح و بہبود کا پورا پورا حق ادا نہیں ہوا، بلکہ بعض اوقات تو معاشرے میں دوسرے درجہ پر ان کا شمار ہوا، اگرچہ یہ بات اسلامی تعلیم اور اصولوں کے سراسر خلاف ہے۔"

(مخدوم جہانیاں جہاں گشت - از محمد ایوب قادری)

ایک تعلیمی سند [1]

حضرت شاہ ولی اللہؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ سب تعریف اللہ کے لئے ہے، جس کی نعمت سے اچھائیاں اتمام پاتی ہیں اور جس کے فضل وکرم پر تمام حالات میں تکیہ کیا جاتا ہے اور افضل ترین درود وسلام پہنچے ہمارے آقا محمدؐ سید مخلوقات کو، نیز آپؐ کی آل، آپؐ کے اصحاب اور ان سب مومنین اور مومنات کو جنہوں نے ان کی خلوص دل سے متابعت کی۔

اما بعد ۔ رب کریم کی رحمت کا یہ محتاج احمد المدعو بہ ولی اللہ بن عبدالرحیم (اللہ تعالےٰ اسے سلف صالحین کے

---

[1] پنجاب کے کسی عالم کو جن کا نام شیخ جاراللہ بن عبدالرحیم ہے، حضرت شاہ ولی اللہ نے یہ تحریری سند "یا ڈگری" (اجازہ) عطا فرمائی تھی۔ اصل سند عربی میں ہے اور المسوی کے مکہ معظمہ کے مطبوعہ نسخے میں شائع کی گئی ہے۔ یہاں اس کا اردو ترجمہ کیا گیا ہے۔

اس ضمن میں مولانا عبیداللہ سندھیؒ کا حاشیہ ملاحظہ ہو:۔

۔ اس اجازہ (سند اور ڈگری) کا یہ نسخہ العبد الحمید مولانا محمد اسحاق الدھلوی کے وارثوں سے الشیخ عبدالستار الکتبی الہندی کے ہاتھ لگا۔ آخر الذکر ممتاز محدثین اور حرم مکی کے اساتذہ حدیث میں سے ہیں۔ قیاس غالب یہ ہے کہ اجازہ کا یہ نسخہ خود اجازہ دینے والے یعنی امام ولی اللہ دہلوی کے قلم سے ہے۔ باقی حقیقت حال سے اللہ زیادہ باخبر ہے۔

عبیداللہ بن الاسلام السندھی ثم الدھلوی الدیوبندی

ساتھ شامل کرے) کہتا ہے کہ اللہ کے راستے میں میرا بہ نیک بخت بھائی شیخ جاراللہ بن عبدالرحیم، جو اہل پنجاب میں سے ہے، اور کتاب اللہ کی قرأت اور تجوید سے بہرہ ور ہے اور سنت رسول اللہ کا ایک کافی حصہ اخذ کیا ہے، قریباً چھ سال میرے ساتھ رہا اس نے مجھ سے اس مدت میں حفص بن عاصم کی روایت سے قرآن مجید پڑھا۔ اور اس ضمن میں قرآن مجید کے غیر مانوس الفاظ، اس کے معانی اور شان نزول کے بارے میں اسے جو مشکلات پیش آئیں۔ ان کے متعلق اس نے بحث و تمحیص کی۔ میں نے بغیر کسی تفسیر کی طرف رجوع کئے اپنے حافظے سے جو کچھ اسے بتانا تھا، بتایا۔ اور یہ سلسلہ اس وقت تک برابر جاری رہا جب تک قرآن مجید ختم نہیں ہوگیا۔ شیخ جاراللہ بن عبدالرحیم نے مجھ سے تفسیر بیضاوی کے شروع کے بعض حصے سنے اس نے مجھ سے سورۂ بنی اسرائیل سے لے کر سورہ الاحزاب کے حصے پڑھے۔ اور تفسیر الجلالین سورۂ یونس سے سورہ الکہف تک مجھ سے پڑھی۔ نیز مجھ سے صحیح البخاری اوّل سے لے کر کتاب التفسیر تک پڑھی اور اس کے بعض حصے مجھ سے سنے اسی طرح صحیح مسلم اوّل سے لے کر کتاب البیوع تک اور اس کے آخر کے حصے مجھ سے سنے سنن ابوداؤد اوّل سے لے کر کتاب الجہاد تک اور جامع الترمذی اول سے لے کر آخر تک مجھ سے پڑھی۔ سنن نسائی اول سے لے کر آخر تک مجھ سے سنی۔ اسی طرح سنن ابن ماجہ اوّل سے آخر تک مجھ سے پڑھی۔ مسند الدارمی کے مجھ سے اوّل کے دو تہائی حصے سنے اور آخر کا ایک تہائی مجھ سے پڑھا۔ نیز مجھ سے مسند امام احمد اور مسند عبداللہ بن عمر وغیرہ کا ایک حصہ پڑھا اور مشکوٰۃ کا ایک حصہ اور مصابیح کا ایک حصہ مجھ سے سنا۔ اسی طرح مجھ سے الترمذی کی شمائل نبی صلی اللہ علیہ وسلم اور الحصن الحصین پوری کی پوری پڑھی۔ موصوف نے مجھ سے بعض میری کتابیں اور رسالے بھی پڑھے، جو میں نے مختلف علوم کے متعلق تالیف کئے ہیں ان میں سے ایک احادیث الموطا پر مشتمل "المسوی" ہے، جو اس نے اوّل سے آخر تک مجھ سے پڑھا۔ اور آثار الموطاء اور اس کی احادیث کے متعلق امام مالک رحمۃ اللہ علیہ تک اپنا سلسلۂ اسناد ملایا۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اکثر مباحث فقہی سے واقفیت بہم کی۔

میری کتابوں اور رسالوں میں سے جو اس نے مجھ سے پڑھے، ایک حجۃ اللہ البالغہ بھی ہے، جو علم اسرار شریعت کے بارے میں ہے۔ نیز مجھ سے "الانصاف فی بیان اسباب الاختلاف"۔ "عقد الجید فی احکام الاجتہاد والتقلید" نقشبندیہ، گیلانیہ اور چشتیہ، ان تین طریقوں کے اشغال کے بارے میں "القول الجمیل" پڑھی۔ اسی طرح